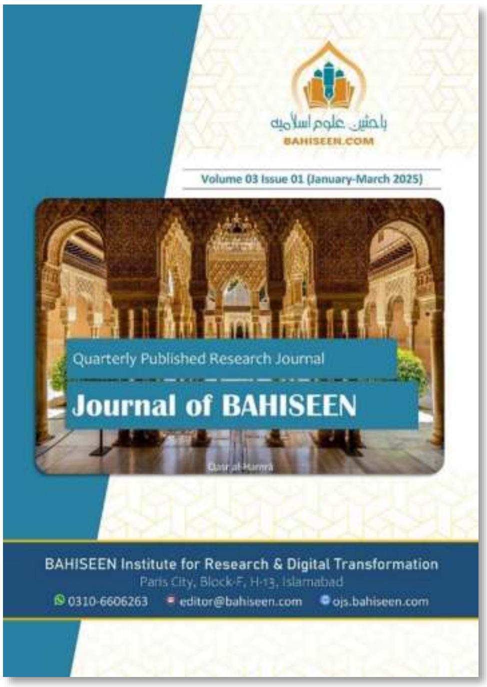

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for
Research & Digital
Transformation, Islamabad

خاتم النبیین محمد ﷺ کے دور مکی میں اسلامی معاشرت کی بنیادوں کا تجزیاتی مطالعہ

Foundations of Islamic Society in the Makkah Period of Khatam-ul-Nabiyyin Muhammad (PBUH): An Analytical Study

Nosheen karam
Lecturer in Islamic studies at GGDC Dargai Malakand
PhD scholar in Islamic studies, Abdul Wali Khan University Mardan
Email: nosheenkaram33@gmail.com
Muhammad Irshad
M-Phil scholar in Islamic studies, Abdul Wali Khan University Mardan
Email: mirshadyounas04@gmail.com
Dr. Badshah Rehman
Associate Professor, Department of Islamic Studies and Religious Affairs,
University of Malakand
Email: badshahrehman@uom.edu.pk

Abstract

All praises be to Allah, and peace and blessings be upon our Prophet Muhammad (SAW), his Ummah and companions.

The religion of Islam is always the soul of society and everywhere. Before the time of the Messenger of Allah ,ﷺsociety was in a state like a forest, where the strong devoured the weak. They had no leader to guide them on the right path. Human abilities were scattered and became a waste for themselves and the whole society.

Courage had turned into cruelty and brutality. Intelligence was being used in deception. Reason has become a means of increasing human crimes and gratifying animal desires. In short, there were no notable virtues left. Goodness had turned into evil, hearts and minds were blinded from the path of truth.

This was the societal picture that reflects the society of ignorance. In such a situation, the Messenger of Allah ((ﷺimplemented such rules and regulations which were suitable for every time and place. As a result, society became better and better. Individuals and society felt their identity, respect, and importance. They became conscious of their reality and their presence in the world. From this consciousness, a new Islamic society came into being, which dominated the world as a whole under the shadow of Islam, East and West, North and South at all directions.

Islamic society is dominated by the spirit of Islam and its members, irrespective of their religion, cooperate to ensure the welfare of society.

Keywords: Islamic society, consciousness, Ignorance

تمہیدی تجلیاں

اسلامی معاشرہ ہر دور اور ہر جگہ میں دینِ اسلام کی روح ہے۔ بعثت سے پہلے، یعنی رسول اللہ ﷺ کے دورِ قبل، معاشرہ جنگل کی طرح تھا، جہاں طاقتور، کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ان لوگوں کے پاس کوئی رہنمائی نہیں تھی جو انہیں سیدھا راستہ دکھا سکے۔ انسانوں کی صلاحیتیں ضائع ہو چکی تھیں اور یہ ان کے لیے اور پورے معاشرے کے لیے وبالِ جان بن چکی تھیں۔ شجاعت قتل و غارت گری، ذہانت دھوکہ دہی، اور عقل جرائم کے ارتکاب اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بن چکی تھی۔ مجموعی طور پر وہاں کوئی بھی فضائل نظر نہیں آتے تھے۔ خیر کا تصور بھی شر کی

شکل اختیار کر چکا تھا، اور لوگوں کے دل اور نظر حق کے راستے سے ہٹ چکے تھے۔ یہ تھا وہ سماجی منظر نامہ جس میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل معاشرہ مبتلا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے اصول اور قواعد وضع کیے جو ہر دور اور ہر جگہ کے لیے کارگر تھے، اور اسی بنیاد پر ایک ایسا اسلامی معاشرہ قائم کیا جو فرد اور معاشرے کو اپنی حیثیت، عظمت اور مقام کا شعور دلاتا تھا۔ اس معاشرے نے اپنی حقیقت اور وجود کو زمین پر محسوس کیا اور یہ احساس نئے جذبات کے ساتھ اُبھرا، جس کے نتیجے میں اسلامی معاشرہ ابھر کر سامنے آیا۔ یہ معاشرہ اسلامی پرچم تلے دنیا کے مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں پھیل گیا۔ اسلامی معاشرہ اسلام کی روح سے سرفراز ہوتا ہے اور اس کے اراکین —خواہ ان کی مذہب یا عقیدہ کچھ بھی ہو— معاشرتی بھلائی کے لیے مل کر تعاون کرتے ہیں۔

مفاہیم کلیدی:

اسلامی معاشرہ، مقومات، عہدِ خاتم النبیین ﷺ

مقدمہ:

رسول اللہ ﷺ کے دور میں اسلامی معاشرہ بہترین نمونہ تھا کیونکہ اس نے انسان کے اپنے رب سے تعلق کو بہتر طریقے سے منظم کیا، اور اس کے ساتھ انسان کے دوسرے انسانوں سے تعلقات اور اس کی تمام مادی چیزوں کے ساتھ تعلقات کو بھی درست طور پر ترتیب دیا۔ اس کا عملی نتیجہ یہ ہوا کہ یہ معاشرہ فرد اور جماعت کی دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن تھا۔

عن عمران بن حصين رضى الله عنه قال النبي صلى الله عليه وسلم :" خيركم قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم" قال عمران: فما أدري، قال النبي صلى الله عليه وسلم مرتين أو ثلاثا"ثم يكون بعدهم قوم يشهدون ولا يستشهدون، ويخونون ولا يؤتمنون، وينذرون ولا يوفون، ويظهر فيهم السمن"۔[i]

ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، کہ تم میں سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ حضرت عمران ؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے بعد دو نمبر ذکر فرمائے یا تین نمبر پھر کہ ان کے بعد ایک ایسی قوم کے لوگ آئیں گے جو بغیر گواہی مانگے کے گواہی دیں گے اور خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار نہیں سمجھا جائے گا اور منتیں مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے اور ان لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہو گا۔

اسلامی معاشرہ اپنی بنیادوں اور اصولوں کے اعتبار سے عہدِ نبوی ﷺ میں دنیا کے بہترین معاشروں میں سے ایک تھا۔ قرآن میں اس امت کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے جو لوگوں کو معروف کا حکم دیتی ہے اور منکر سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ".[ii]

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے، تم معروف کا حکم دیتے ہو اور منکر سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

منہج تحقیق: یہ تحقیق الوصفی طریقہ پر مبنی ہے۔ اس تحقیق میں تین اہم مباحث شامل کیے گئے ہیں:

1. عہدِ نبوی ﷺ میں مکہ کا کردار اور اسلام۔
2. عہد نبوی ﷺ میں معاشرتی امن و امان و سلامتی اور اس کی مثالیں۔
3. عہد نبوی ﷺ میں معاشرتی اصلاحات اور اس کی مثالیں۔

مبحث اول: عہد نبوی ﷺ میں مکہ کا کردار اور اسلام:

یہ بات معروف ہے کہ مکہ مکرمہ عربوں کے دین کا مرکز تھا، اور یہاں کعبہ کی خدمت کرنے والے اور دیگر عربوں کے لیے مقدس بتوں اور اصنام کی پوجا کرنے والے موجود تھے۔ اس لیے مکہ میں اصلاح کی کوشش کرنا اور مقصد تک پہنچنا مزید مشکل تھا، اور یہ حکمت کی بات تھی کہ ابتدا میں دعوت کو خفیہ رکھا جائے تاکہ اہل مکہ کسی بھی ایسی بات سے ناراض نہ ہوں جو ان کے جذبات کو مشتعل کرے۔[iii]

اسلام میں داخل ہونے والے ابتدائی افراد میں سے کچھ یہ تھے: خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور متبنی تھے، ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔[iv] یہ افراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خفیہ طور پر ملتے تھے، اور جب عبادت کا وقت آتا تو وہ مکہ کی وادیوں میں جا کر چھپ کر عبادت کرتے تھے تاکہ قریش کی نظروں سے بچ سکیں۔ ابن ہشام نے ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ جب نماز کے لیے اٹھتے تو مکہ کی وادیوں میں جا کر وہاں نماز پڑھتے، پھر شام کو واپس

آجاتے۔ ایک دن ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، تو ان سے بات کی، اور جب اس نے حقیقت کا علم کیا تو دونوں کو ثابت قدم رہنے کی نصیحت کی۔[v]

پھر جب اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد تیس تک پہنچ گئی (مرد و عورت)، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک شخص، جو ارقم بن ابی ارقم تھے، کے گھر کو منتخب کیا، جہاں وہ ان سے ملاقات کرتے تھے تاکہ دعوت، ارشاد اور تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا جا سکے۔[vi]

مبحث دوم: عہد نبوی ﷺ میں امن وامان وسلامتی اور اس کی مثالیں:

(عدل، مساوات، سلامتی، محبت اور رحمت) اسلامی معاشرہ کی بنیاد چار اہم اصولوں پر ہے:

- **عدل:**

اسلام میں عدل کی بہت بڑی اہمیت ہے اور یہ شریعت کا بنیادی مقصد ہے۔ ہر وہ راستہ جس سے عدل کی طرف رہنمائی حاصل ہو جائے، وہ اسلامی اور شرعی طریقہ ہے، بلکہ عدل اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے اور اللہ کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عدل کرتا ہے[vii]، اور اللہ کا حکم ہے کہ انسان بھی عدل قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاء لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقَيرًا فَاللّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلاَ تَتَّبِعُواْ الْهَوَى أَن تَعْدِلُواْ وَإِن تَلْوُواْ أَوْ تُعْرِضُواْ فَإِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا.[viii]

"اے ایمان والو! تم اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ قیام کرنے والے بنو، گواہ بنو، چاہے تمہارے اپنے حق میں ہو یا والدین اور رشتہ داروں کے حق میں"۔

نبی ﷺ نے بھی عدل کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا:

فاتقوالله واعدلوا بين أولادكم"

"اللہ سے ڈرو اور اپنے بیٹوں کے درمیان انصاف کرو۔[ix]) "

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام کی بعثت انسانیت کی عدالت کے لئے کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ"[x]

ترجمہ: ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا، اوراُن پر کتابیں نازل کیں اور ترازو(قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ) خطرہ بھی شدید ہے، اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے خدا اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں خدا ان کو معلوم کرے، بے شک خدا قوی اور غالب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا کہ انبیائے کرام کی بعثت کا مقصد لوگوں میں کتاب اللہ اور شریعت کے مطابق عدل قائم کرے ۔ اور میزان کے ذریعے حق و باطل کے درمیان فرق واضح کریں، اور اسی کے ذریعے لوگوں کے حقوق حاصل ہوں گے۔[xi]

قرآن کریم عدالت قائم کرنے کے لئے یہی اصول مقرر کرتا ہے، چونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی سعادت ابدی اور دنیا میں اطمینان قائم کرنے کے لئے نازل کی ہے، اور کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔

مساوات:

مساوات کا اصول جسے اسلام نے چودہ سو سال پہلے متعارف کرایا، انفرادی، اجتماعی طور پر ہو یا کسی قانون اور عام لوگوں کے حقوق ہو، اسی طرح سیاسی و غیر سیاسی غرض لحاظ سے اسلام نے مساوات کا درس دیا ہے، خاص طور پر مغربی ممالک میں جہاں قومیت اور نسب پر فخر کیا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے حقوق اور معاملات میں کسی بھی فرق کو نہیں رکھا؛ نہ سفید و سیاہ میں، نہ آزاد و غلام میں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ"[xii]

ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے، تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک خدا سب کچھ جاننے والا، سب سے خبر دار ہے۔

یہ آیت لوگوں کی مساوات اور انسانیت کی بنیادی اقدار پر زور دیتی ہے۔

اسی آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے نہ کسی ایک قبیلہ اور نہ کسی امت کو دعوت دی ہے بلکہ تمام عالم انسانیت کو مساوات کی دعوت دیکر اس بات کا درس دیا ہے کہ تم سب ایک آدم اور حوا علیہما السلام کی بطن سے پیدا کئے گئے ہو، اسی لئے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی بھی جنس کے اعتبار سے دوسرے پر اپنی بڑائی اور فوقیت کا اظہار کرے، رنگ نسل، زبان اور جنس کے مختلف ہونے کی وجہ سے اخوت اور انسانیت میں تفریق نہیں آنی چاہئے بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر ہر ایک کے تعاون، محبت اور الفت رکھنی چاہئے[xiii]، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا.[xiv]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اول) اس سے اس کو جوڑا بنای، ھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کرکے روئے زمین پر) پھیلا دیئے، اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت بر آری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یہاں انسانیت کا نفس اس اصول کو بلند سمجھتا ہے، اور یہ احساس اسے بغیر کسی تردد کے اس اصول کو اختیار کرنے کی طرف مائل کر دیتا ہے، چاہے اس میں روایتی نسلی عصبیت کے باقیات بھی ہوں، جو ہر قوم کو یہ دعوٰی کرنے پر ابھاری ہیں کہ قیادت کے لئے سب سے زیادہ مستحق اور عزت کے لائق ہے، یہاں وہ آخری حصہ آیت کا جو شامل ہے،

"ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم"(کہ تم میں عزت واکرام کے لائق وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو) کو قبول کرتا ہے، کہ تمام امت کے لئے تفاضل اور برتری کا معیار بنیادی اعمال صالحہ اور اس میں اخلاص پر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ ہی کرامت اور دنیاوی اصلاح کا ذریعہ بھی ہے اور حقیقی اور عملی معیار بھی۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں تمام انسانیت کو مساوات کی دعوت دے کر فرمایا:

" أيها الناس: إن ربكم واحد، وأباكم واحد، ألا لا فضل لعربي على عجمي، ولا لعجمي على عربي، ولا لأسود على أحمر، ولا لأحمر على أسود إلا بالتقوى.[xv]"

ترجمہ:" لوگوں! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا والد بھی ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں، اور نہ کسی سیاہ فام کو سفید فام پر کوئی فوقیت ہے، سوائے تقویٰ کے۔"

یہ وہ مساوات کا اصول ہے جسے اسلام نے چودہ سو سال پہلے متعارف کرایا، خاص طور پر ایسی قوموں میں جہاں نسب اور خاندان پر فخر کیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حقوق اور معاملات میں کسی قسم کا فرق نہیں رکھا، نہ سفید و سیاہ کے درمیان، نہ آزاد و غلام کے درمیان۔ ایک مثال کے طور پر، رسول اللہ ﷺ نے بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا حکمران مقرر کیا، حالانکہ بلال رضی اللہ عنہ پہلے غلام تھے، جنہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ اسی طرح، رسول اللہ ﷺ نے "باذان" فارسی کو یمن کا گورنر مقرر کیا اور ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے کو ان کی جگہ پر مقرر کیا۔

السلام:

اسلام میں مسلمانوں اور پورے معاشرتی نظام میں افراد کے درمیان تعلقات کو محبت، رحمت، تعاون اور امن و سلامتی کی بنیاد پر استوار کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد زندگی کے تمام شعبوں میں حقوق و فرادی کی متوازن تقسیم اور ہر فرد کو اس کی محنت کا مناسب انعام دینا ہے۔ اسلام کا اصل مقصد ہے کہ زندگی کا ہر عمل اللہ کی رضا کے لئے ہو اور یہ زندگی فرد و معاشرتی سطح پر مکمل امن، ہم آہنگی اور حسنِ تعاون کا باعث بنے۔ اسلامی معاشرہ میں یہ امن کسی فرد یا گروہ کے مفادات کے نقصان پر نہیں بلکہ پورے معاشرتی مفاد کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔

پھر فردی اور اجتماعی سرگرمیاں ختم ہو جاتی ہیں، جیسا کہ ہر تنظیم اور ہر پیداوار مکمل امن کی طرف ختم ہوتی ہے، جو مختلف خواہشات اور رجحانات، مختلف افراد اور جماعتوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتا ہے، کیونکہ یہاں وقتی مفادات کا افق ہے جو دشمنی کو اُبھارتا ہے اور عداوتوں کو بھڑکاتا ہے۔[xvi]

اور اسلام یہ مکمل امن فرد یا جماعت کے مفاد پر قربان کر کے نہیں قائم کرتا، نہ ہی اسے کسی طبقہ یا اقتدار کے مفاد پر قائم کرتا ہے، بلکہ یہ امن تمام کا مفاد مدنظر رکھتے ہوئے قائم کرتا ہے۔ اب آیئے دیکھیں کہ اسلام اپنی مکمل اور جامع امن کے تصور کو کس طرح حاصل کرتا ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں میں مکمل عدل پر مبنی ہے۔

محبت اور رحمت:

اسلام معاشرتی بنیادوں کا آغاز فرد کے ضمیر اور وجدان سے کرتا ہے، وہاں روح کی گہرائیوں میں محبت کا بیج بویا جاتا ہے اور رحمت کی خوشبو پھیلائی جاتی ہے۔ خالص انسانی محبت اور صاف دل سے رحمت۔ یہ لوگوں کو ان کی ابتدائی پیدائش کی یاد دلاتا ہے، جو ایک ہی نفس سے نکلی تھی، اور ان کے دلوں میں نسب اور قرابت کا احساس جاگتا ہے، اور انہیں اللہ کے ساتھ اپنی بھائی چارے کی یاد دلاتا ہے، ساتھ ہی ان کے ابتدائی

منشأ اور آخری مقصد کی یاد دلاتا ہے۔ یہ محبت اور رحمت امن کی طرف لے جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :اہل زمین پر رحم کرو، اللہ تم پر آسمان سے رحم کرے گا۔[xvii]

مبحث سوم: عہد نبوی ﷺ میں اصلاحات معاشرہ اور اس کی مثالیں:

(امر بالمعروف نہی عن المنکر، قناعت، رزق حلال، صداقت اور امانت داری)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خاتم النبیین ﷺ کو معروف کا حکم دینے اور منکر سے روکنے والا بتایا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُواْ بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُواْ النُّورَ الَّذِيَ أُنزِلَ مَعَهُ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔[xviii]

"وہ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی، نبی امی کی، جس کا ذکر وہ تورات اور انجیل میں پاتے ہیں، جو انہیں معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے، اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے، اور ان پر جو بوجھ اور زنجیریں تھیں، انہیں دور کرتا ہے۔"

اللہ کا فرمان ہے کہ فلاح اسی وقت ممکن ہے جب ایک جماعت معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے۔ اس کے ذریعے معاشرے میں اصلاح اور بہتری آتی ہے۔ قرآن نے کہا:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَـئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّهُ إِنَّ اللّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[xix]"

"مومن مرد اور مومن خواتین ایک دوسرے کے دوست ہیں، وہ معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ "

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بہترین مثال پیش کی۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الاٰخِرَ وَذَكَرَاللّٰه كَثِيْرًا[xx]"

"تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔) "

ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ اصل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور حالات میں ان کی پیروی کرنے کی ترغیب دینے کے لئے نازل ہوئی تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگِ احزاب کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صبر، استقامت، مرابطہ، جہاد، اور اللہ سے مدد کی امید پر صبر کرنے کی ہدایت دی۔ اللہ نے ان لوگوں سے فرمایا جو جنگِ احزاب کے دن بے صبری اور اضطراب کا شکار ہوئے" : تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین نمونہ ہے "یعنی کیا تم نے ان کی رہنمائی اختیار نہیں کی اور ان کے کردار سے سبق نہیں لیا؟ اس کے بعد اللہ نے فرمایا" : جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتے ہیں"۔[xxi]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر کو بدلنے میں بہت حلم کا مظاہرہ کیا۔ وہ ہمیشہ کسی بھی معاملے کے نتائج پر نظر رکھتے اور اگر ان میں فساد کا خدشہ ہوتا تو صبر کرتے، جب تک کہ مناسب وقت نہ آجائے، اور پھر صاحبِ معاملہ کو سمجھاتے۔ اگر اس میں کوئی فساد نہ ہوتا، تو وہ اپنی ہاتھ سے تبدیلی کرتے۔

ایک واضح مثال اس وقت کی ہے جب ایک بدوی مسجد میں پیشاب کر رہا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوراً اس کی سرزنش کرنے کے لیے دوڑ پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملے کو بڑے تحمل سے حل کیا اور اپنے صحابہ کو اس کی سرزنش کرنے سے منع کیا:

"اسے نہ روکو"،

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس پر ڈال دیا۔[xxii]

ایسے لوگ جو لوگوں کو معروف کا حکم دیتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے، اور منکر سے منع کرتے ہیں اور خود وہی کرتے ہیں، اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اللہ کی رضا کے لیے نہیں بلکہ دکھاوے یا شہرت کے لئے کرتے ہیں، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خراب اور بدترین ہیں۔ اس حوالے سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: " يؤتى الرجل يوم القيامة فيلقى في النار فتندلق اقتاب بطنه[xxiii]، فيدور بها كما يدور الحمار بالرحى، فيجتمع إليه أهل النار فيقولون: أي فلان ما شأنك؟ ألم تكن تأمرنا بالمعروف وتنهانا عن المنكر؟ قال: بلى، كنت آمر بالمعروف ولا آتيه، وأنهي عن المنكر و آتيه"[xxiv]

قیامت کے دن ایک شخص کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور اس کا پیٹ پھٹ کر باہر نکل جائے گا اور وہ پیٹ اس شخص کے ساتھ گھومے گا جیسے گدھا چکّی کے گرد گھومتا ہے، اور دوزخی اس سے پوچھیں گے: تم کیا کر رہے ہو؟ کیا تم ہمیں معروف کا حکم دیتے اور منکر سے روکتے نہیں تھے؟ وہ کہے گا: ہاں، میں تمہیں معروف کا حکم دیتا تھا مگر خود نہیں کرتا تھا، اور منکر سے روکتا تھا مگر خود کرتا تھا۔"

یہ بات واضح ہے کہ معروف کا حکم دینے کا مقصد اس پر عمل کرنا اور منکر سے روکنے کا مقصد اس سے بچنا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے آداب:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکمت، نصیحت اور حسن سلوک کے ساتھ اپنے عمل کو انجام دے۔ اس کے لئے مناسب اسلوب اور اچھے الفاظ کا استعمال ضروری ہے، تاکہ لوگوں کی جانب سے قبولیت اور مقصد کی تکمیل ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ[xxv]"

"تم اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھے نصیحت کے ساتھ دعوت دو، اور ان سے اچھے طریقے سے بحث کرو۔ یقیناً تمہارا رب اس بات کو بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹک گیا اور وہ بہتر جانتا ہے کہ کون ہدایت پانے والا ہے۔) "

اسلام نے اس اصول کی بنیاد پر معاشرے میں فلاح کی کوشش کی، تاکہ فساد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اور لوگوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے اصلاح کی جائے۔

- **رزق حلال:**

اصلاح معاشرہ کا ایک ایمپارٹنٹ اصول حلال رزق کی کمائی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:'

'يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ "[xxvi]

لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر مت چلو (وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اور رزق حلال کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مومنوں کو دیا ہے بلکہ یہی حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا کرام کو بھی دیا ہے۔

- **صداقت:**

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جن اصول وآداب کا ذکر کیا ہے، ان میں ایک صدق ہے، صفت صدق کو اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کے علاوہ انبیائے کرام، ملائکہ اور بالخصوص آخری پیغمبر ﷺ اور ہر منصف مزاج کا مشترکہ وصف قرار دیا ہے۔ ہر معاشرے کا امن، چین، سکون اور ترقی غرض ہر قسم کامیابی کی بنیاد صدق پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صادقین کی معیت کا حکم دیا ہے:

"یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللہ وَکُوْنُوْامَعَ الصَّادِقِیْنَ"

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کا ساتھ دو۔[xxvii]

- **قناعت:**

تقدیر اور قسمت پر راضی ہونا قناعت کہلاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا،

"لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعِرْضِ وَاِنَّ الغِنٰی غِنَ النَّفْسِ"

کہ غنا کثرت مال کا نام نہیں ہے بلکہ دل کی بے نیازی کا نام ہے۔[xxviii]

- **امانت داری:**

امانت داری اصلاح معاشرہ میں بہت اہمیت کی حامل صفت ہے، آپس کے معاملات، امانت داری اور دیانت داری شریعت اسلامی کی اولین ترجیحات میں سے ہے، آپ ﷺ نے حدیث میں امانت داری کو ایمان کا حصہ بیان کیا ہے، فرمایا:

"لَااِیْمَانَ لِمَنْ لَااَمَانَۃَ لَہٗ"[xxix]

ترجمہ: جو امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں۔

خاتمہ اور نتائج بحث:

اسلامی دین ہر زمانے اور ہر مقام پر معاشرت کی روح ہے۔ اسلام حقیقت میں صحیح تمدن کا دین ہے، اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم ہی وہ سب سے بڑا سبب ہیں جنہوں نے عربوں اور دنیا کو جاہلیت سے نکالا، اور ان کے ذہنوں پر لگے مادی، دنیوی اور شرک کے بندھن توڑے۔ اسلامی معاشرہ وہ معاشرہ ہے جس میں اسلام کی روح غالب ہوتی ہے اور اس کے اراکین آپس میں تعاون کرتے ہیں، چاہے ان کی مذہبیت کچھ بھی ہو، تاکہ پورے معاشرے کے لیے بھلائی کو یقینی بنایا جاسکے۔

حواشی

[ii] سورۃ آل عمران:110

[iii] الرحيق المختوم، ص52

[iv] فقه السيرة للبوطي، ص67

[v] سيرة النبوية لإين هشام، ج1، ص317

[vi] فقه السيرة للبوطي، ص68

[vii] الاسلام و حقوق الانسان:۴۹

[viii] سورۃ النسا:135

[ix] محمدابن اسماعیل البخاری،الصحیح البخاری،کتاب الھبة والتحریض علیھا،رقم الحدیث:2587

[x] سورۃ الحدید:25

[xi] روح الدین الإسلامي، ص301

[xii] سورۃ الحجرات:13

[xiii] روح الدین الإسلامي، ص298

[xiv] النساء:1

[xv] أخرجه أحمد في مسنده: رقم الحديث: 23536

[xvi] السلام العالمي والإسلام، ص103

[xvii] أخرجه أبو داؤد في سننه، رقم الحديث: 4941

[xviii] الأعراف: 157

[xix] التوبة: 71

[xx] الأحزاب:21

[xxi] تفسیر القرآن العظیم، ج6، ص391

[xxii] أخرجه النووی، أبو زكريا محي الدين بن شرف النووی، شرح النووی على مسلم، باب وجوب غسل البول وغيرهن النجاسات، حديث رقم 284

[xxiii] بمعنى أي تخرج أمعاءه

[xxiv] أخرجه أبو داؤدأول كتاب الأدب، باب في الدال على الخير كفاعله، ج7، ص 447، رقم، 5129

[xxv] النحل:125

[xxvi] سورۃ البقرۃ:168

[xxvii] سورۃ التوبۃ:19

[xxviii] صحیح مسلم: رقم الحدیث:1054

[xxix] مسند احمد:12386

مصادر و مراجع:

1. القرآن الکریم
2. مصطفى الغلاييني،طبعة بيروت، 1326ھ/ 1908م
3. محمد عمارة، الإسلام و حقوق الإنسان، عالم المعرفة، بيروت
4. صفي الرحمن المباركفوري، دارلفكر، بيروت، 2008م
5. سيد قطب، السلام العالني والإسلام، دارالشروق، القاهرة، طبعة 12، 1413ھ/ 1993م
6. ابن هشام، السيرة النبوية، مكتبة الوفاء، المنصورة،جمهورية مصر العربية، ط1، 1995م
7. الإمام البخاري، دارلبيان الحديثة-القاهرة، ط1، 2002م
8. الإمام النووي، صحيح مسلم بشرح النووي، المطبعة المصرية بالأزهار- القاهرة، ط1، 1347ھ/ 1929م